سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ (غیر مطبوعہ۔جنوری ۱۹۹۹ء)

تاریخ، پروپیگنڈہ اور بلیدانِ عصر

(حادثاتِ کربلا وحرّہ کے پس منظر میں)

تاریخ

کچھ نامعلوم اور کچھ معلوم، عام واعظ یا وعظ فروش بلکہ وعظ بدوش حتیٰ کہ بعض کتاب خواں یا کتاب فروش، صاحب خروشِ بے ہوش محفل طرب کی لذتوں کو کدروتوں میں بدل دیتے ہیں۔تاریخ کو عقیدے میں مدغم کرتے ہیں کہ مریضِ ''ادغام'' ہیں۔ جہاں ایک جنس کے دوحرف دیکھے ''ہم جنسی'' میں مبتلا ہوگئے۔جھالر اور جھاڑو میں فرق وامتیاز نہ کرسکے، جہالت وسفاہت کی آلودگیوں سے دامن نہ بچا سکے۔سماء و سمک کے فاصلوں ،مرتبوں کو''ہیچو ما دیگرے نیست'' کی نابودگی میں غطر بود کرنے والے سفیہوں کو کیا معلوم کہ تاریخ انسانوں کی لکھی ہوئی دستاویز ہے جو لکھنے والے کی ذہنی وفکری آلائشوں کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہوتی ہے۔وحی والہام نہیں کہ شک وشبہ اور ریب وارتیاب سے پاک ہو۔کوئی بات حتمی نہیں ہوتی۔ظنی باتیں ہیں جن پر اس دور کے ''لَم یَبُکُ اور لَم یَبُجھ'' قسم کی مخلوق کو حَکم نہیں مانا جاسکتا۔اگر کسی درجہ میں حکمیت مانی جاسکتی ہے تو تاریخ کی امہات الکتب کی۔افراد کی صالحیت ان کی تاریخ دانی کی سند نہیں۔فقہی شخصیات تاریخ کے موضوع پر حجت نہیں۔

مؤرخ

محدثین کی ذوات بہت مقدس سہی مگر تاریخی روایات میں مؤرخ ہی معتبر ہے۔قرآن وحدیث کی ممدوح شخصیات پر گفتگو کے لیے ایمان اور اس کے متعلقات پر زبردست گرفت کی ضرورت ہے۔گزشتہ دنوں ایسے ہی ایک ''لَــــم یَبُکُ''،قسم کے صاحب نے اپنے حلقۂ سفہاء میں ڈینگ ماری کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے یزید سے بیعت توڑ لی تھی۔ایک اور ''لم چھڑے'' نے ہانکی کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے یزید سے ڈر کے بیعت کی تھی اور اس قسم کی بیسیوں ''بزنگیاں'' ہیں جو''سفیہانِ مدرسہ وخانقاہ'' فضا میں اچھالتے رہتے ہیں اور یوں روافض کے مزعومات کی تائید پلید کے مرتکب ہوتے ہیں۔ایسے بے پایہ وبے مایہ ''بلیدانِ عصر'' کی خدمت میں سرمہ چشمہ بصیرت حاضر ہے۔

ابن کثیر اور البدایہ والنہایہ

''البدایہ والنہایہ'' تاریخ کی ایسی کتاب ہے جسے دیوبندی،اہل حدیث، بریلوی سبھی جانتے اور مانتے ہیں۔اس

کے جلیل القدر مصنف ومؤلف الحافظ ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) ''متفق علیہ'' شخصیت ہیں۔ اور یہ اس عہد امن وسکون کی شخصیت ہیں جب دیوبندی، اہلحدیث اور بریلوی طبقات نہیں تھے۔ جو صرف اپنے آپ کو اہل حق نہیں بلکہ عین حق سمجھتے ہیں۔ ہر طبقہ دوسرے کو ''ضلال کبیر'' میں مبتلا سمجھتا ہے۔ صاحب ''البدایہ والنہایہ'' ان آلائشوں سے پاک اور زمانی تقدم کے لحاظ سے عہدِ خیر کے نزدیک تر ہیں۔ تاریخی لحاظ سے بہت بلند مقام ومرتبہ کے مالک ہیں۔ جہاں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں، بے لاگ ہوتا ہے اور جہاں صرف روایت بیان کرتے ہیں، وہاں صرف جمع ونقل پر اکتفا کرتے ہیں۔ روایات کی ذیل میں آپ کا رویہ مضبوطی کے ساتھ متصف ہے۔ ڈھیلی ڈھالی روایات کو پسند نہیں کرتے۔ (واللہ اعلم)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا ایفائے عہد

''حرّہ'' کے حادثہ فاجعہ کے بعد کے حالات لکھتے ہوئے حضرت حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

وقد كان عبدالله ابن عمر بن الخطاب (رضى الله عنهما) وجماعات اهل بيت النبّوة ممن لم ينقص لعهد ولا بايع احدًا بعد بيعة ليزيد كما قال الامام احمدحدثنا اسمٰعيل بن عليه حدثنى صخربن جَويريَّةعن نافع قال لما خلع الناس يزيد بن معوية رضى الله عنه جمع ابن عمربنيه و اهله' ثم نشهد ثم قال اما بعد فإنّا بالعبنا هذا لرَّجُل علىٰ بيع الله و رسولهٖ و انى سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الغادر يُنصب له' لواء يوم القيامه يقال هذه غدره فلانٍ ،و ان من اعظم الغدرالا ان يكون الاشراک باالله' ان يَّبايع رجل رجلاً علىٰ بيع الله و رسولهٖ ثم ينكث بيعة' فلا بخلعن احد منكم يزيد ولا يسرفن احد منكم فى هذا الامر فيكون الفيصل بينى و بينه' وقد راوه مسلم و الترمذى من صخر بن جويرية و قال الترمذى حسن صحيحٌ ،و قد راوه ابو الحسن على بن محمد بن عبد الله بن ابى سيف المدائنى عن صخر من جُويرية عن نافع عن ابن عمر فذكر مثله (البدایہ والنہایہ۔ ج۸،ص۲۳۲،۲۳۳)

ترجمہ: ''سیدنا عبداللہ ابن عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما اور اہل بیت نبوت کی جماعتیں ایسی تھیں جنہوں نے عہد نہیں توڑا اور یزید سے بیعت کے بعد کسی اور کی بیعت نہیں کی، جیسے امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ حضرت نافع رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ جب لوگوں نے یزید کی بیعت توڑ دی تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے اہل وعیال کو جمع کیا پھر حق کی گواہی دی اور فرمایا ہم نے اس آدمی کی بیعت اللہ اور رسول ﷺ کی بیعت پر کی ہے اور میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے......' قیامت کے دن غدر مچانے والے ہر شخص کا ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں غدر مچانے والے کی نشانی ہے اور سب سے بڑا غدر شرک ہے اور یہ کہ کوئی آدمی اللہ اور رسول ﷺ کی بیعت پر کسی آدمی کی بیعت کرے پھر اسے توڑ دے......تم میں سے کوئی بیعت نہ توڑے اور نہ اس معاملے میں کسی زیادتی کا مرتکب ہو (اگر ایسا ہوا) تو تمہارے اور میرے مابین یہ فیصلے کی گھڑی ہوگی۔ مسلم وترمذی نے یہ حدیث روایت کی ہے اور اسے حسن وصحیح فرمایا ہے۔''

سیدنا محمد بن علیؓ کا ایفائے عہد:

اس سے زیادہ پرلطف اور جاندار واقعہ حضرت محمد بن حنفیہ (محمد بن علی رضی اللہ عنہما) کا ہے جو کربلا میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف نہیں لے گئے اور نہ کوئی بیٹا بھیجا۔ حادثہ کربلا اور حادثہ حرّہ کے بعد بات چیت ملاحظہ ہو:

ولما رجع اهل المدينه من عند يزيد مشى عبد الله بن مطيع و اصحابه الىٰ محمد بن الحنفية فارادوه على خلع يزيد فأبىٰ عليهم فقال ابن مطيع ،ان يزيد يشرب الخمر ويترک الصلوٰةو يتعدّى حكم الكتاب فقال لهم (محمد بن عليؓ)ما رأيت منه ما تذكرون ، وقد حضرته' وأ قمت عنده فرأيتُه مُواظباً على الصلاة،متحرّياً للخير يُسال عن الفقه ِملازماً للسُّنة قالوا فان ذلک منه تصنّعا لک فقال: و ماالذى خاف منى اؤر جا حتى يظهر الى الخشوع؟افأ طلعكم علىٰ ما تذكرون من شرب الخمر؟ فلئِنَّ كان أطلعكم على ذلک انكم لشركائو ه' ،و ان لم يكن اطلعكم فما يحلُّ لكم ان تشْهدوا بما لم تعلموا قالوا: انه عند نالحق و ان لم يكن رأيناهُ،فقال لهم ابى الله ذلک على اهل الشهادة' فقال "اِلّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ " (القرآن الكريم) ولست من امركم فى شئى ،قالوا فلعلک تكره' ان يتولى الامر غيرک فنحنُ نوليکَ امرنا قال: مااستحِل القتال علىٰ ما تريد و ننى عليه تابعاً ولا متبوعاًقالوا: قد قاتلت مع ابيک 'قال جيئو نى بمثل ابى اقاتل على مثل ما قاتل عليه' فقالوا: فمرا بنيک اباالقاسم و القاسم بالقتال معنا' قال: لو امرتهما قاتلتُ قالوا فقم معنا مقاماًتحض الناس فيه على القتال ،قال سبحان الله امر الناس بمالا افعله ولا أرضاه' اذًا مانصحت لله فى عبادهٖ قالوا: اذًنكرهک قال: اذًا امر الناس بتقو الله ولايرضون المخلوق بسخط الخالق و خرج الىٰ مكّة.

(''البدایہ والنہایہ'' ج۸،ص۲۳۳)

ترجمہ:''اور جب مدینہ والے یزید کے پاس سے لوٹے تو ابن مطیع اور ان کے ساتھی حضرت محمد بن علیؓ کے حضور حاضر ہوئے اور ان سے یزید کی بیعت توڑنے کی خواہش کی تو انہوں نے انکار کر دیا پھر ابن مطیع نے کہا یزید شراب پیتا ہے، بےنماز ہے، اللہ کی کتاب کی حکم عدولی کرتا ہے تو حضرت محمد بن علیؓ نے فرمایا جو کچھ تم کہتے ہوئیں نے تو نہیں دیکھا حالانکہ میں اس کے پاس رہا ہوں، اس کی مجلس میں رہا ہوں، وہ نمازوں کا پابند ہے، خیر تلاش کرتا ہے، لوگ فقہ کے مسائل اس سے پوچھتے ہیں ،وہ تو سنت کا پابند ہے۔ کہنے لگے وہ تو آپ کے سامنے مصنوعی اعمال کرتا تھا۔ حضرت محمد بن علیؓ نے فرمایا: اس کو مجھ سے ڈرنے یا مجھ سے کسی چیز کی طمع کی کیا ضرورت تھی جو اس نے یہ تصنع کیا۔ اس کی شراب نوشی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا' کیا اس نے تمہیں اس کی اطلاع دی ہے؟ اور اگر تم اس کی اطلاع پر یہ گفتگو کرتے ہو تو تم اس میں برابر کے شریک ہو اور اگر بغیر اطلاع کے تم یہ الزام لگاتے ہو تو یہ تمہارے لیے حلال نہیں پھر وہ کہنے لگے یہ بات ہمارے نزدیک حق ہے' چاہے ہم نے نہیں

دیکھا۔حضرت محمد بن علیؒ نے فرمایا: اللہ نے گواہی دینے والوں کیلئے اس رویے کو ناپسند کیا ہے۔اور یہ آیت پڑھی۔ ''اَلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ'' (القرآن الکریم) ''علم کے بغیر شہادت، شہادتِ حق نہیں ہوسکتی ہے'' تو عبداللہ ابن مطیع مع ساتھیوں کے کہنے لگے، آپ کو شاید شک ہو کہ ہم آپ کو ولایت امر نہیں سونپیں گے، ہم آپ کو ولی الامر بناتے ہیں۔آپ نے فرمایا: جو تم چاہتے ہو اس طریقے سے تو یہ قتال حلال نہیں، نہ میں تابعدار بنتا ہوں، نہ امیر۔ پھر وہ کہنے لگے کیا آپ نے اپنے والد (سیدنا علیؓ) کی معیت میں جنگ نہیں کی؟ فرمایا: میرے ابا جیسا ڈھونڈ کے لے آ ؤ میں جنگ کے لیے تیار ہوں۔وہ کہنے لگے اپنے بیٹوں میں سے کسی کو بھیج دیں۔آپ نے فرمایا انہیں بھیجنا ہوتا تو خود لڑتا۔تب انہوں نے کہا کہ لوگوں کو ابھارنے کی جگہ چلو۔فرمایا، سبحان اللہ! لوگوں کو اس کام کا حکم دوں کہ جو میں نہ کرنا چاہتا ہوں نہ پسند کرتا ہوں۔میں تو اللہ کی رضا کے لیے لوگوں کو نصیحت کروں گا۔وہ کہنے لگے پھر تمہیں ہم ناپسند کریں گے۔اس پر آپ نے فرمایا: میں لوگوں کو اللہ سے ڈرنے کا درس دوں گا اور کہوں گا مخلوق کی رضا خالق کے ڈر کے بدلے نہیں چاہتے۔اس کے بعد مکہ کی طرف کوچ کر گئے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا جذبہ اطاعت

شریعت نبوی کے احترام اور اس کے ابلاغ کے اہتمام کی بہت سی مثالیں تاریخ میں ملتی ہیں مگر ایسی عظیم الشان مثال نہیں ملے گی۔سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک عظیم فیصلہ تو آپ پڑھ چکے ہیں۔اب ابلاغ دین کی شاندار مثال ملاحظہ فرمائیے:

قال ابو القاسم البغوی حدثنا مصعب الزبیری حدثنا ابن ابی حازم عن هشام عن زید بن اسلم عن ابیه انَّ ابن عمر دخل و هو معه' علیٰ ابن مطیع فلما دخل علیه قال: مرحبا بابی عبدالرحمن ضعوا له' و سادة فقال: انما جئتک لاحدِّ ثک حدیثاً سمعته' من رسول الله ﷺ یقول ''من نزع یداً من طاعة فانه یأتی یوم القیٰمة لاحُجة له' و من مات مفارق الجماعة فانه یموت موتة جا هلیةً'' وهکذا رواه مسلم من حدیث هشام بن سعد عن زید عن ابیه وعن ابن عمرؓ به عن محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابن عمر فذکره' (''البدایہ والنہایہ'' ج۸،ص۲۳۳)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے ہمراہ ابن مطیع کے پاس گیا، ابن مطیع نے مرحبا کہا اور کہا ابوعبدالرحمٰن کے لیے تکیہ لگاؤ۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو صرف تمہیں ایک حدیث سنانے آیا ہوں، میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچا وہ قیامت کے دن بے حُجت ہو کر آئے گا اور جس نے جماعت کا شیرازہ بکھیرا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔مسلمؒ اور لیثؒ نے ایسے ہی روایت کی ہے۔''

یہ تو تاریخ کے روشن روشن نقوش ہیں، جن میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے، نہ جانے اہل سنت والجماعت کے بعض کور چشموں کو یہ چمکتے دمکتے حرف ولفظ اور کتاب کیوں نظر نہیں آتی؟ میں سمجھتا ہوں روافض کے پراپیگنڈے نے

جہاں عوام کالانعام کی آ گہی وشعور کی حس سلب کر لی ہے، وہاں خواص بھی مضمحل، حواس باختہ بلکہ بدحواس دکھائی دیتے ہیں جنہیں تاریخ کے اجلے صفحات میں ''لیلیٰ نظر آتا ہے مجنوں نظر آتی ہے''

عصر حاضر کے وہ مولوی جو ادراک واستدراک کی نعمت سے محروم ہو گئے ہیں' جو قصہ گوئی میں ماہر اور قرآن و حدیث کے بیان میں بے مغز گفتگو کر کے روافض ومبتدعین کی تصدیق کرتے ہیں، جو بنی اسرائیل کے احبار ورہبان اور مہنتوں کی طرح جلب زر، حُبِ جاہ اور قرب جاہ کے لیے روباہی اختیار کئے ہوئے ہیں۔قرآن وحدیث کے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھنے کی کوشش کریں اور اسی آئینے میں مقام ومنصبِ صحابہ رضی اللہ عنہم دیکھنے اور سمجھنے کی روش اختیار کریں کہ وہ جرح و تنقید سے ماوراہیں۔

اشتہار الشریعہ